افغانستان کے محاذ جنگ سے ایک رپورٹ

مولانا نیک بہادر خان افغانستانی فاضل دارالعلوم حقانیہ بنام مدیر الحق

افغانستان کے بیشتر علاقے نڈر مجاہدین کے قبضے میں ان مفتوحہ علاقوں کی کیا صورت حال ہے۔ مجاہدین نظم ونسق سنبھالے ہوتے ہیں۔ لوگوں کے فیصلے کیسے کرائے جاتے ہیں اور مجاہدین کے ایمانی احساسات حوصلہ مندیوں کا کیا عالم ہے اور شہید ہونے والوں کا اللہ کی نظر میں کیا مقام ہے اور ان کی حیات جاودانی اور درجات کے کیسے کیسے کبھی کبھار ظہور ہو جاتا ہے۔ ان باتوں کا ہمارے ایک بہادر فاضل دارالعلوم حقانیہ کے اس مراسلے سے کچھ روشنی پڑتی ہے جو انہوں نے سادگی میں بغیر لحاظ ربط وترتیب کے مدیر الحق کے نام بھیجا ہے اور حتی الوسع مراسلہ کو اصل حال میں رکھ کر پیش کیا جا رہا ہے

الحق

احقر امیر عمومی پکتیا مولوی ارسلا خان رحمانی و مولوی خلیل اللہ صاحب مورخہ ۱۶/۸/۸۰ میران شاہ سے وانا وزیرستان کے راستہ پر ارگون کے علاقہ میں داخل ہوئے۔ وہاں سب سے پہلے لانجی خیل گاؤں علاقہ سروبی کو دیکھا کہ میٹرک سکول ویران پڑا ہے۔ اور انقلاب میں مجاہدین نے تباہ کر دیا تھا۔ اس کے مغربی حصہ میں پہاڑ کے دامن میں مجاہد فی سبیل اللہ فیض محمد یا محمود صاحب کے جوار میں ایک بڑا قلعہ دیکھا جس کو افغان۔ مسلم علاقہ داری کہتے ہیں۔ وہاں پہلے تین سو سے زائد دشمن کی فوج مقیم تھی۔ اسے مجاہدین نے مسمار کر کے سارا سامان مال غنیمت میں شامل کر لیا۔ ہم نے اس علاقے سروبی اور انگور اڈہ میں تین دن قیام کیا۔ ہمارے امیر عمومی صاحب جو درحقیقت مجاہدین کی طرف سے صوبہ پکتیا کے گورنر ہیں، چاروں طرف سے لوگ جوق در جوق ملنے آگئے۔ اور مناسب ہدایات وفرامین حاصل کرتے رہے۔ ایک مسئلہ ان کے سامنے یہ آیا کہ حزب اسلامی کے انجینئر گروپ سے تعلق رکھنے والے خالد نامی شخص نے آگے چارمران سے ملحق علاقہ میں مجاہدین کے راستہ میں پھاٹک لگایا ہے جس سے علاقہ کے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

امیر صاحب نے واقعات پر مبنی رپورٹ طلب کی۔ معلوم ہوا کہ بعض لوگ کارمل حکومت سے ساز وسامان لا کر مجاہدین میں مسلمانوں کے نام پر انتشار پیدا کرتے ہیں تو ہمارے امیر نے حکم دیا کہ آفندی گروپ کے ملک آغا محمد صاحب

کا پھاٹک منسوخ ہو گا۔ جو کہ سوپہ دارناری پر ہے۔ ملک صاحب نے اس حکم کی تعمیل پر پھاٹک کو مجاہدین کی سڑک سے ہٹا دیا۔ دیگر پھاٹکوں کے بارہ میں ایک کمیٹی پانچ افراد پر مشتمل بنائی گئی۔ اور یہ کہ وہ کمیٹی علاقہ کے موجود مسلمانوں کی ضروریات زندگی اور دیگر مسائل کی مفصل رپورٹ تیار کریں۔ تاکہ رسد وغیرہ کے سلسلہ میں بد دیانتی کرنے والوں کا بھی انسداد ہو سکے۔ اور لوگوں کو تکلیف بھی نہ ہو۔

محاذ جنگ میں انتظامی امور کے سلسلے میں یہ کارروائی کر کے ہم امیر عمومی کے مرکزی محاذ ۸۱/۸/۲۱ کو روانہ ہوئے تو حکومت کی سڑکیں تباہ ہو چکی تھیں۔ قلعہ ارگون میں دشمن کی پانچ ہزار فوج پناہ لئے ہوئے تھی۔ جسے امداد نہیں پہنچ سکتی تھی۔ ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ قلعہ میں سامان گرایا جاتا تھا۔ مجاہدین مورچہ سنبھالے ہوئے ہیں اور ہیلی کاپٹر جہاز کے اترتے ہی اس پر حملہ کی تاک میں ہوتے ہیں۔

اس وسیع علاقے پر اور سڑکوں پہ مجاہدین کا مکمل کنٹرول ہے۔ یہ سڑک انگور اڈہ سے مافذاتی وزیر پاسانی قوم خروٹی شاہ نوری تک جاتا ہے۔ دوسرا سڑک جنوب کی طرف میدانک و چار بران و قمرالدین اور مغرب کی طرف کٹواز وغزنی و وردگ و لوگر میدان و گرد و نواح کابل وغیرہ تک پہنچتا ہے۔ شمالاً سڑک تا ودا چینہ شملہ رانڑ و زڑوک و شامی کوٹ و زرمل سے ہوتا ہوا کٹواز کی طرف مڑ جاتا ہے۔ اور غزنی سے جا ملتا ہے۔

تو ان تمام اطراف اور گذرگاہوں پر مجاہدین کا کنٹرول تھا۔ لوگ آرام سے اپنے کاموں میں مشغول تھے۔ ان کے انتظامی اور باہمی معاملات لڑائی جھگڑوں کے فیصلے مجاہدین کے سنٹروں میں ہوتے جس سے افغان بہت مطمئن ہیں۔ ہر سنٹر پر قاضی اور اس کا عملہ مصروف کار تھا۔ مقدمات فقہ حنفی سے فیصلے ہوتے تھے۔ جماعت امنیت (امن قائم کرنے والی پولیس) کے مجاہدین لمبے لمبے بال چھوڑے ہوئے دیہات اور صحراؤں میں گشت پہ ہوتے ہیں۔

پھر ہم بس میں سوار ہو کر گاؤں لانجی خیل سے روانہ ہوئے۔ ہمراہ ہر دو امیران نماز عصر سے قبل موضع میدانک پہنچے وہاں اعلیٰ طریقے سے انہیں سرکاری سلامی دی گئی۔ پہاڑ اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھے۔ ۵ دن ہم نے وہاں قیام کیا امیر جہاد کی آمد سن کر جنوب کی طرف سے اسلان خیل غلجی و خروٹی قوموں نے آنا شروع کیا۔ صبح ۶ بجے سے رات ایک بجے تک ملاقاتوں اور مسائل کے حل اور نظم و انصرام کا سلسلہ چلتا رہا شہدا کی تعزیت ہوتی۔ مجاہدین کے جنگی منصوبے بنتے۔ اور احکامات صادر ہوتے۔ جو ڈیوٹی جس کی لگا دی گئی وہ بڑی خوشی سے اس پر لگ جاتا۔ اور یہ سب کام بغیر تنخواہ کے ہو رہا تھا۔

ایک دن قتل کا ایک کیس پیش ہوا۔ ایک صاحب نے اپنا عریضہ پیش کرتے ہوئے واقعات سنائے اور کہا کہ میں سرخ کوٹ کا باشندہ ہوں۔ میرا بھائی ملک غفار شہید تمہارے معاون امیر کے ساتھ شہید ہو گیا ہے اس شہید بھائی کا بیٹا پنڈی سے آیا تھا۔ کہ میرے ایک چچازاد بھائی نے اسے ناجائز قتل کیا اور بد بخت نے اپنے گھر جا کر فوراً اپنی بیوی کو بھی قتل کر دیا اور

یہ مشہور کر دیا کہ میں نے اس شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھنے کے جرم میں قتل کیا ہے۔

اس نے کہا کہ اگر قاتل سچا ہے تو گویا مقتول حد زنا میں قتل ہوا ہے۔ اور اگر مقتول بے گناہ ہے تو حکم شرعی نافذ ہو جائے میت ابھی تک دفن نہیں کیا گیا۔

امیر صاحب اس کیس کو سن کر افسردہ ہوئے اور مولانا عبد الباقی فاضل دارالعلوم حقانیہ کی سربراہی میں ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا اور چودہ افراد جماعت امنیت (امن پولیس) بھی ساتھ کر دئے کہ موقع پہ جا کر تحقیقات کریں۔ اور پہلے مرحلہ میں جلدی ہو کہ اگر مقتول بے گناہ ہے تو مرد اور عورت دونوں کو شہیدوں کی طرح بغیر غسل کے دفن کر دیا جائے اور احکام شہداء کے مطابق تجہیز و تکفین ہو سکے۔ اس کے بعد مکمل تحقیقاتی رپورٹ مرتب کی جائے۔ کہ مجرم کو قرار واقعی سزا دی جا سکے۔

جماعت امنیت نے جا کر قاتل کو گرفتار کیا۔ مقتولین بے گناہ ثابت ہوئے۔ اس مقدمہ پر نظر ثانی کی رہبر کے لئے قاضی صاحب کو اختیارات دے کر ہم کٹواز روانہ ہوئے۔ ہمارے شمال میں سراوزہ وغیرہ سے لوگ جوق در جوق آکر ہدایات حاصل کرتے رہے۔ یہ لوگ معاشی طور پر آسودہ حال لگ رہے تھے۔ گندم کا فصل کٹ چکا تھا مکئی پک چکی تھی۔ اور مجاہدین کے مرکزوں کو عشر دیا جاتا تھا اور صدقات بھی جمع ہو رہے تھے۔ یہاں مسلح مجاہدین کا ایک اجتماع بھی ہوا اور امیر صاحب مولانا ارسلا خان سے خطاب کرنے کی درخواست کی گئی۔

امیر صاحب نے کہا کہ ہمارے کانوں میں کبھی مشرق اور کبھی مغرب کی طرف سے افغانستان کے مسئلے کے سیاسی حل (مثلاً ظاہر شاہ کی واپسی اور روس سے مفاہمت وغیرہ) کی آوازیں آتی رہتی ہیں۔ کیا تم مجاہدین سیاسی حل پر راضی ہو گے۔ کیا تم جنگ سے تھک گئے ہو؟ تو سب مجمع نے نعرۂ تکبیر کی گونج میں حلفاً اس عہد کو دہرایا کہ اب ہمارے اور روس کے درمیان فیصلہ صرف تلوار اور لڑائی سے ہو گا۔ یا تو ہم نیست و نابود ہو جائیں گے یا روسیوں کو ذلت آمیز شکست دے کر اس پاک ملک سے نکال دیں گے جس نے ہمارے بڑے بوڑھوں، عورتوں اور معصوم بچوں کو بمباری سے ہلاک و برباد کیا۔ اور بے شمار لوگوں کو زندہ درگور کیا۔ کیا اب بھی ہم سیاسی حل پر راضی ہوں گے۔ اور کہا کہ ہم اپنے امراء کو حلف دیتے ہیں کہ ساری دنیا بھی اگر سیاسی حل پہ متفق اور راضی ہو جائے۔ مگر ہمارا فیصلہ صرف تلوار ہے۔ اگر پشاور میں یا کسی سلامتی کونسل میں یہ سودا بازی کی گئی تو ہم برسر اقتدار آنے والے کے ساتھ جہاد کریں گے۔ مذہب کے ہاتھ نے خلقیوں اور پرچمیوں کے مظالم کے تصفیہ اب سیاسی حل سے نہیں ہو گا۔ اس کا بدلہ اور عوض ہو گا اور اب ہمارا ایک حق سوویت یونین کی مسلم ریاستوں کی بازیابی اور آزاد کرانا ہو گا۔ پھر بغیر کسی شرط کے روسی افواج کی واپسی ہو گی۔ تیسری شرط یہ کہ واپسی کے بعد کارمل افواج خلقیوں اور مجاہدین کو آزاد چھوڑا جائے گا کہ وہ جیسے چاہیں ان سے نپٹ لیں انہیں تحفظ نہیں دی جائے گی اور اس کے علاوہ اقوام متحدہ کی افواج روسی سرحدات پر تعینات رہے گی۔ ان مجاہدین اور کارمل افواج میں جو غالب آ گیا فیصلہ اس کے حق میں کر دیا جائے۔ ایسے جذباتی اور ایمان افروز یک زبان باتوں پہ امیر عمومی نے مجاہدین سے بیعت کیا۔

ظاہر شاہ معزول کی واپسی پر کیا تم راضی ہو؟ اس سوال کے جواب میں انکار کی آوازیں بلند ہوئیں۔ کہ بڑے مجرم کی سزا قتل قتل قتل ہے۔ وہ مال و دولت افغانستان سے لوٹ کر لے گیا ہے۔ اس دولت کی واپسی ہوگی۔ اور کابل کی پل خشتی کی مسجد میں اس پر اور اس کے اہل و عیال پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ اس کے زمانے میں ہم لوگ مطالبہ کرتے رہے کہ ترکئی اور کارمل قسم کے لوگوں اور ان کی پارٹیوں کو ختم کردو۔ ان سے آپ کو اور ہمارے دین کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ یہ خلقی کابل شہر میں خدا مردہ باد (العیاذ باللہ) قسم کے نعرے لگاتے رہے مگر ظاہر شاہ اندھا اور بہرہ بنا رہا۔ اور الٹا اسلامی درد رکھنے والے بے شمار لوگوں کو قتل و بند کا نشانہ بناتا رہا۔ آج یہ ساری لعنت اسی کی پیدا کردہ ہے۔ اب جو بھی افغانستان میں اس کا حامی بنے گا اس کے ساتھ روسیوں جیسا معاملہ کیا جائے گا۔ کیا مجاہدین افغانستان کے اسلامی ریاست قائم کرنے کے تمام قربانیوں کا سارا میدان ظاہر شاہ کے حوالے کر دیا جائے جو قاتل اسلام ہے۔ اب ہمارا ہدف آزادی اور صرف اسلام ہی اسلام ہے۔ ہمارا ان مقاصد میں ہمارے ساتھ ہو وہ افغانستان میں زندہ رہ سکتا ہے۔ ورنہ روسیوں اور نعرہ ساز مسلمانوں کا مقبرہ اسی پندرھویں صدی ہجری میں انشاء اللہ افغانستان میں بنے گا۔ جیسے ہم نے عملاً ثابت کر دکھایا ہے۔ اور سورج کی طرح یہ حقیقت دنیا پر انشاء اللہ عیاں کر دیں گے۔ اب مسلمانوں نے اس گئے گذرے دور میں جہاد کے لئے تلوار نیام سے نکال دی ہے جس طرح قیصر و کسریٰ کا زوال اسلام کے صدر اول میں ہوا اس صدی ہجری میں عصر حاضر کا قیصر و کسریٰ مسلمانوں کے ہاتھوں انشاء اللہ مٹا دیا جائے گا۔

ہمارا اس پر یقین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ یہ اس عظیم جلسہ کے مقررین و حاضرین کے متفقہ احساسات اور دلوں کی آواز تھی۔ ان لوگوں نے امیر صاحب سے اپیل کی کہ ان احساسات کو ساری دنیا اور افغانستان کے تمام لیڈروں تک۔ خون میں لت پت شہدا اور زخمیوں کی طرف سے پہنچا دیا جائے۔ ہمارا ناصر صرف خدا ہے پاک ہے ہم افغانستان میں فقط اسلامی حکومت تسلیم کریں گے۔ جو فاتحین کے ہاتھ میں ہو نہ کوئی ملی حکومت مانتے ہیں نہ ہی سیاسی قسم کی۔

آگے چل کر ہم ملا فرید صاحب کے محاذ میں پہنچ گئے۔ تو وہاں بھی بہت اعلیٰ سلامی دی گئی۔ وہاں ہم نے قیام کیا شرنی خیل۔ سپینہ شوائگہ۔ کٹواز۔ شلگر غزنی سے مجاہدین اور امن و امان قائم کرنے والے لوگوں کا تانتا لگا رہا۔ وہ آکر پہلے تو مشین گنوں۔ بندوقوں کے فائرنگ سے اپنے امیر کا خیر مقدم کرتے۔ اور پھر اپنے معروضات پیش کرتے اس سارے علاقے میں ہمیں دشمن کے ہوائی حملہ کا خطرہ تک محسوس نہ ہوتا نہ اس کی کسی طاقت کا مظاہرہ اس جگہ ہم نے دیکھا۔ حالانکہ ایک دلیر چھاپہ مار امیر عمومی اس کی سرزمین پر پھر رہا تھا۔ یہاں علاقہ کے مسائل کے لئے ایک با اختیار کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ ہوا۔ جس میں ہر پارٹی اور حزب سے ایک ایک دانشور مجاہد شریک ہوگا جو علم جہاد اور تجربات جیسی صفتوں کا حامل ہو۔ اس پر سارے صوبہ پکتیا کے لوگ خوش ہوئے۔ کیونکہ سابقہ حکومت ختم تھی۔ اور نظم و ضبط کے لئے ایسی کارروائی

ضروری تھی۔ پھر ہم نے کٹواز اور رشلہ غزنی کا تفصیلی دورہ کیا۔ واپسی پر ہم نے مرکزی مرکز مجاہدین پکتیا میدانک میں مجاہدین کا ارگون پر حملہ کرنے کی ترتیب کو آنکھوں سے دیکھا توپوں کی تیاری اور انہیں پہاڑ پر پہنچانا سخت کام تھا۔ واپسی میں ہم خلقیوں کے ایک سرغنہ ایجنٹ تکاڑ کے گاؤں آئے جسے مجاہدین نے تہس نہس کردیا تھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کے لئے ہوائی میدان بنا رکھا تھا۔ یہاں دشمن کے جہاز اسلحہ بھر بھر کر لاتے۔ اور یہ اسلحہ وزیرستان میں اپنے ایجنٹوں میں تقسیم کرایا جاتا۔ ایک ایک آدمی کو ایک روسی بندوق اور چھ سو کارتوس اور تین ہزار افغانی روپیہ تنخواہ دیتے۔ اس سے افغانستانی مجاہدین کو ہر وقت خطرات لاحق رہتے۔ انہی راہوں پر مجاہدین کی ساری رسد اور آمد ورفت جاری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہد اعظم مولانا مولا جان حقانی فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک وزیرستانی کو توفیق دی جس نے اپنی جماعت علماء وطلباء کے ساتھ اسی گاؤں پر حملہ کیا۔ اور راکٹوں سے اسے جلادیا۔ (جس کی تفصیل الحق میں آچکی ہے) پشتونستان کے نام پر دشمن کے اس قائم کردہ محاذ کے بارہ سو افراد کو مار بھگایا۔ اور سارا اسلحہ و کارتوس مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اس سارے ویران شدہ گاؤں کا معائنہ کیا۔

ایک شہید طالب علم کی زندہ کرامت: میرے محترم واجب القدر استاد۔ ایک عجیب واقعہ پر خط ختم کرتا ہوں۔ اس واقعہ کے کچھ حصے میں نے بچشم خود دیکھے۔ کچھ دوسروں سے متواتر سنے۔ جن میں مرد وعورت بے شمار افراد شامل ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک طالب علم مولوی محمد شریف شہید زرمت کے باشندہ تھے۔ اپنے والد نے بطیب خاطر اسے لڑائی میں شرکت کی اجازت نہ دی۔ یہ مصر تھے مگر والد اجازت نہیں دے رہے تھے۔ بالآخر بلا اجازت والد موضع شاہ توری علاقہ ارگون آپہنچے۔ اور معاون عبدالحمید صاحب حرکت انقلاب اسلامی کے زیر کمان ایک دوست کے ہمراہ ارگون کے جہاد میں شریک ہوئے۔ لڑائی نے شدت اختیار کی تو چاروں طرف سے مسلمان ارسلا خان امیر صاحب کے اس معاون کی امداد کے لئے آپہنچے۔ یہ شہید طالب بڑی بے جگری اور بہادری سے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔ مگر بالآخر کلاشنکوف کی گولیاں دل پر لگیں اور شہید ہوگئے۔

برف باری کا آخری موسم تھا۔ یہ شہید ہوکر اپنے مورچے میں دو دن تک پڑے رہے تیسرے دن لاش مبارک مرکز لے جائی گئی۔ اور وہاں دفن کئے گئے۔ ان کا دوسرا مجاہد دوست زرمت چلا گیا اور والدین کو اطلاع دی۔ سات دن بعد مرکز میدانک کو واپس آیا۔ اور امیر مجاہدین حرکت سے عرض کیا کہ شہید طالب علم کا بوڑھا والد گاؤں سے آزرده آیا ہے۔ اور اس کا اصرار ہے کہ میرے شہید طالب علم بیٹے کو نکال کر واپس لے جائے۔ بڑی رد وقدح کے بعد آخر فیصلہ لاش نکال کر بھیج دینے کا ہوا۔ جب قبر کھولا گیا تو یہ شہید بہت خوبصورت اور تر وتازہ تھا۔ اور زخمی ہاتھ دل پہ پڑا ہوا تھا۔ معاون عبدالحمید صاحب نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے اس کا ہاتھ سات دفعہ سے زیادہ دل سے ہٹا کر سیدھا کیا۔ مگر چشم زدن میں وہ دوبارہ ہاتھ دل پہ رکھ دیتا۔ ہم نے ایسے ہی رہنے دیا۔ اور مجاہدین کے ساتھ بارہ کچے

لاش بھیج دی۔ لاش گاؤں پہنچی۔ بوڑھا باپ لاش کے سرہانے کھڑا ہوا اور سب گاؤں والے شہید کو دیکھ کر رو رہے تھے۔ کہ اچانک شہید کے غمزدہ باپ نے چیخ کر بیٹے کو مخاطب کیا کہ:

"اے میرے لخت جگر کہ اگر تم حق کے لئے اچھے عقیدے کے ساتھ شہید ہو چکے ہو اور تم سے خدا راضی ہوا ہو تو اب مرنے کے بعد مجھ سے مصافحہ کروگے اور میں اپنا حق بخش دوں گا۔ ورنہ میں اپنا حق نہیں بخشتا۔ نہ بلا اجازت جانے کو معاف کروں گا۔ کہ بوڑھے باپ کے بغیر خراب عقیدوں کے لئے جنگ میں کیوں شریک ہوئے۔"

مجاہدین اور سینکڑوں لوگ اردگرد جمع دیکھ رہے تھے۔ کہ باپ کے جملوں کے ختم ہونے کے ساتھ شہید نے اپنا ہاتھ زخمی دل سے اٹھایا اور اپنے باپ کے ساتھ مصافحہ کی غرض سے بڑھا کر ملا دیا۔ اور اسے مضبوطی سے تھام لیا۔ پھر ہاتھ چھوڑ کر دوبارہ اپنے دل پر رکھ دیا۔ باپ نے اس کے بعد باآواز بلند اپنا حق بخش دیا۔

یہ واقعہ علاقہ کے ایک ہزار سے زیادہ آدمی بوڑھے بچے بیان کر رہے ہیں۔ اور بیس ہزار کی آبادی اس پر گواہ تھی اس کا دوبارہ کھولا گیا قبر بھی میں نے جا کر دیکھا ہم نے فاتحہ بھی پڑھا۔ اور اس کھولے گئے قبر کو مجاہدین آکر دیکھتے اور مزید جذبہ ایمانی کے ساتھ خداوند متعال کی خوشیاں حاصل کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔

محترم یہ واقعہ تھا جیسے کچھ سنا کچھ دیکھا۔ رپورٹ ارسال خدمت ہے حزب اسلامی خالص گروپ اور حرکت انقلاب اسلامی کو آپ کے پیغام پہنچے ہیں اور رپورٹیں بھیجی جائیں گی۔ ۸۱/۱۰/۳

بقیہ از صفحہ ۲۱ - عقیدہ قیامت

لائنوں پر سوئی منطبق کر دینے سے مختلف جگہوں سے آوازوں کو منتقل کرتا ہے۔ اور اختلاط نہیں ہوتا کیونکہ ہوائی لہریں طول میں جدا ہیں۔ اسی طرح ہر فعل فضا میں ایک حرارت چھوڑ جاتا ہے۔ جو قریب زمانہ میں جدید علم میں معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن دراز زمانہ گذرنے کے بعد ایسا آلہ اس وقت نہیں کہ ان افعال کو فضا سے لیا جاسکے ممکن ہے کہ مستقبل میں ایسا ہوسکے۔ اس سے آخرت کا وجود درست ثابت ہوتا ہے جس میں نیت قول اور فعل پر جو محفوظ ہیں ان کے نتائج مرتب ہوسکیں۔ اس کے علاوہ ماہرین ارضیات کی تحقیق کے مطابق بطن زمین میں تیرہ سو درجہ گرمی موجود ہے۔ حالاں کہ پانی ابالنے کے لئے سو درجہ گرمی کافی ہے۔ اس کے علاوہ سالانہ زمین سے ہزاروں زلزلے پیدا ہوتے ہیں بعض محسوس بعض نامحسوس۔ یہ بھی اس اندرون زمین کی گرمی سے پیدا ہوتے ہیں۔ سمندروں کا کھارا پن وغیرہ یہ سب اس امر کی دلیل ہے کہ جہنم زمین اور سمندر کے نیچے ہیں اور یہ سب جہنمی اثرات ہیں۔